ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 25اپریل 1952

جوشی گرجادھرجی ودیگر

بنام

لچھمن جی پنتھ ودیگراں۔

[پتنجلی شاستری چیف جسٹس، سید فضل علی، مکھرجی اور داس جسٹس صاحبان]

یو۔پی۔ڈیبٹ ریڈیمپشن ایکٹ (XIII، سال 1940)، دفعات 2(9)، 21-"قرضہ"، "مقدمہ جس پر ایکٹ لاگو ہوتا ہے"، کا مطلب-رہن پر ڈگری-وہ شخص جو پیشگی رقم دیے جانے پر کاشتکار نہیں ہے-آیا وہ راحت کا حقدار ہے۔

28 جولائی 1931 کو کئی افراد نے رہن پر عمل درآمد کیا۔رہن کی مدت، یعنی چھ سال، جولائی 1937 میں ختم ہوگئی، رہن داروں نے مئی 1938 میں مقدمہ دائر کیا اور مارچ 1939 میں ایک ڈگری منظور کی گئی۔یو۔پی۔ڈیبٹ ریڈیمپشن ایکٹ (XIII، سال 1940) کے تحت راحت کے لیے درخواست 11 اپریل 1942 کو کی گئی تھی، اور اس درخواست کی اس بنیاد پر مخالفت کی گئی تھی کہ ایس، جو کہ رہن دہندگان میں سے ایک ہے، کا انکم ٹیکس کا تخمینہ لگایا گیا تھا اور اس لیے وہ کاشتکار نہیں تھا، اور اس کے نتیجے میں یہ مقدمہ ایسا مقدمہ نہیں تھا جس پر ایکٹ لاگو ہوا تھا۔"شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ایس 90 روپے ماہانہ تنخواہ حاصل کر رہا تھا اور فروری 1932 سے اسے 1936 تک انکم ٹیکس کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔عدالت عالیہ نے کیتکی کنور بنام رام سروپ (آئی ایل آر 1943 تمام 35) میں فل بینچ کے فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت رہن کی رقم صرف رہن والی جائیداد سے وصول کی جاسکتی ہے نہ کہ ذاتی طور پر اور یہ کہ ایکٹ کی دفعہ 2(9) کی شق اس لیے کوئی درخواست نہیں تھی اور یہ سوال کہ آیا ایس رہن کی تاریخ پر کاشتکار تھا، بے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

معنی تھا۔ چونکہ ایس مقدمے کی تاریخ پر تسلیم شدہ طور پر ایک کاشتکار تھا، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ مدیون ایکٹ کے تحت راحت کے حقدار ہیں۔ اپیل پر

حکم ہوا کہ، یہ فرض کرتے ہوئے کہ دفعہ 2(9) کی شق لاگو ہوتی ہے اور یہ کہ ایکٹ کے معنی میں "قرض" بننے کے لیے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ پیشگی رقم اس شخص کو دی گئی تھی جو پیشگی رقم کی تاریخ میں ایک کاشتکار تھا، S 28 جولائی 1931 کو کاشتکار نہیں تھا، جیسا کہ بھارتیہ فینانس (سپلیمنٹری اینڈ ایکسٹینڈنگ) ایکٹ، سال 1931 جس نے قابل ٹیکس کم از کم 2,000 روپے سے 1,000 روپے کر دیا تھا، صرف نومبر 1931 میں منظور کیا گیا تھا اور انکم ٹیکس پہلی بار فروری 1932 میں اس کی تنخواہ سے کاٹا گیا تھا۔

سوال: کیا کیتکی کنور بنام رام سروپ (آئی ایل آر 1943 سبھی 35) میں فل بینچ کا فیصلہ درست ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 64، سال 1951۔ ایڈیشنل سول جج، بنارس کی عدالت اصل مقدمہ نمبر 33، سال 1938 میں 22 فروری 1943 کے فیصلے اور ڈگری سے پیدا ہونے والی پہلی اپیل نمبر 358، سال 1943 میں الہ آباد میں نظام عدلیہ کی عدالتِ عالیہ (ملک چیف جسٹس اور جسٹس پرساد) کے 16 اپریل 1948 کے فیصلے اور ڈگری کی اپیل پر۔

اپیل گزاروں کے لیے گوپی ناتھ کنزرو (کے بی استھانہ، ان کے ساتھ)۔

جواب دہندگان کے لیے کرشنا شنکر۔

25.1952 اپریل۔

جسٹس داس کے ذریعے دیا گیا عدالت کا فیصلہ

یہ اپیل یو۔ پی۔ ڈیٹ ریڈیمپشن ایکٹ (نمبر 8) کے دفعہ 8 کے تحت دس میں سے پانچ مدیون کی درخواست سے پیدا ہوتی ہے۔ XIII، سال 1940) اس ایکٹ کی دفعہ 9 اور 10 کی توضیعات کے مطابق ان کی واجب الادا رقم کا پتہ لگانے اور 31 مارچ 1939 کو ایڈیشنل سول جج،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بنارس کے ذریعے او ایس نمبر 33، سال 1938 میں منظور کی گئی ڈگری میں ترمیم کرنے کے لیے۔ اس اپیل کے مقاصد کے لیے موجود حقائق کو اب مختصر طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔

22 جون 1922 کو ایک رہن نامہ کے ذریعے، پنڈت راجہ رام پنت سیس کے تمام بیٹوں، 1 مادھورام سیتارام، جے رام اور لکشمن نے کوٹھی جوشی کے مالک کامتاناتھ جی کے بیٹے دامودر جی کے حق میں کچھ غیر منقولہ جائیدادیں گروی رکھ دیں۔ شیوناتھ وشوناتھ نے اس تاریخ کو ایک چیک کے ذریعے پیش کی گئی 8,000 روپے کی رقم کی واجب الاداادائیگی کے لیے اس پر سہ ماہی وقفے کے ساتھ 12 انے فی مہینہ کی شرح سے سود تھا۔ 28 جولائی 1931 کو مذکورہ راہنوں اور ان کے بیٹوں نے کوٹھی کامتاناتھ جی وشوناتھ جی کے حق میں ان ہی جائیدادوں پر 3000 روپے کی واجب الاداادائیگی کے لیے گروی رکھا جس پر سہ ماہی وقفے کے ساتھ فی ماہ بارہ انے فیصد سود تھا۔ دستاویز میں لکھا گیا ہے کہ 8,000 روپے کی رقم اس تاریخ کو ایک چیک کے ذریعے پیش کی گئی تھی اور اس رقم کو شیوناتھ وشوناتھ کے مالک دامودر جی کو پہلے کے رہن نامے کے تحت واجب الادارقم کی ادائیگی میں استفادہ کیا گیا تھا۔

1935 میں یو۔ پی۔ ایگریکلچرسٹ راحت ایکٹ (نمبر۔ XXVII، سال 1934) نافذ ہوا۔ 19 مئی 1938 کو دامودر جی کے بیٹے گرجادھار جی اور گنگادھر جی کے نابالغ بیٹے مرلی دھر جی، جو دامودر جی کے دوسرے بیٹے تھے، نے اضافی سول جج بنارس عدالت میں مقدمہ نمبر 33، سال 1938 دائر کیا، جس میں راہنوں اور ان کے بیٹوں کے خلاف 28 جولائی 1931 کے رہن نامے کے تحت اصل اور سود کے طور پر واجب الاداروپے کی وصولی اور مزید سود کے لیے مقدمہ درج کیا گیا۔ اپیل کے تحت عدالت عالیہ کے فیصلے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے تحریری بیان میں راہنوں نے یو۔ پی۔ ایگریکلچرسٹ راحت ایکٹ (نمبر۔ XXVII، سال 1934)۔ مدعیوں نے دعوی کیا کہ راہن ایک مشترکہ ہندو خاندان کے افراد تھے اور چونکہ راہنوں میں سے ایک سیتارام پر انکم ٹیکس لگایا گیا تھا، اس لیے راہن کاشتکار نہیں تھے جیسا کہ اس ایکٹ کی دفعہ 2(2) میں بیان کیا گیا ہے اور اس لیے وہ اس ایکٹ کے ذریعے کاشتکاروں کو دیے گئے فوائد کا دعوی نہیں کرسکتے۔ ٹرائل عدالت نے 31 مارچ 1939 کو اپنے فیصلے میں کہا کہ اگرچہ سیتارام کا تخمینہ سال 32-1931 کے لیے انکم ٹیکس کے طور پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لگایا گیا تھا، لیکن اس طرح کے انکم ٹیکس کی رقم اس کے زیر قبضہ زمین پر قابل ادائیگی محصول خراج کی رقم سے زیادہ نہیں تھی اور اس کے نتیجے میں دفعہ 2(2) کی دوسری شق اس پر لاگو نہیں ہوتی تھی اور اس لیے وہ ایک کاشتکار تھا اور چونکہ دیگر راہنوں بھی کاشتکار تھے، وہ سب ایکٹ کے تحت فوائد کے حقدار تھے۔ اس کے مطابق، اس کے مطابق، سود کو کم کرنے کے بعد، 31 مارچ 1939 تک اصل، سود اور اخراجات کے لیے روپے 1-14-9,497 کی رقم واجب الادا قرار دی گئی، اور اس مقدمے میں فروخت کے لیے ابتدائی رہن کی ڈگری منظور کی گئی۔

1940 میں یو۔ پی۔ ڈیٹ ریڈیمپشن ایکٹ (نمبر۔ XIII، سال 1940) نافذ ہوا۔ 11 اپریل 1942 کو، مدیون میں سے پانچ نے اس ایکٹ کی دفعہ 8 کے تحت ایڈیشنل سول جج، بنارس کے سامنے درخواست دی، جنہوں نے ڈگری پاس کی۔ درخواست میں کہا گیا تھا کہ قرض دراصل 1922 میں پیش کیا گیا تھا، کہ درخواست گزار ایکٹ XIII، سال 1940 کے معنی میں کاشتکار تھے، کہ ڈگری دار 1922 سے صرف 0-8-4 روپے فیصد سالانہ کی کم شرح پر سود حاصل کر سکتے ہیں، اور کھاتوں کی تصفیہ کے بعد درخواست کنندگان کے خلاف کچھ بھی بقایا نہیں پایا جائے گا۔ استدعا یہ تھی کہ سال 1922 کے آغاز سے قرض دینے کے کاروبار کا حساب بنایا جائے اور مقدمہ نمبر 33، سال 1938 کی ڈگری میں اس کے تحت واجب الادا رقم کو کم کر کے ترمیم کی جائے۔ ڈگری داروں نے اعتراض کی درخواست دائر کی، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ درخواست گزار کسی بھی طرح سے کاشتکار نہیں تھے، کہ وہ اور جواب دہندگان نمبر 3 سے 287 جولائی 1931 کے رہن نامہ پر عمل درآمد کے وقت ایک مشترکہ ہندو خاندان کے رکن تھے، کہ سیتارام مقدمے میں رہن کی تاریخ پر انکم ٹیکس ادا کرتے تھے اور درخواست کے وقت بھی ادا کرتے تھے، کہ درخواست کنندگان کے خاندان کے تمام افراد ایکٹ کے معنی میں کاشتکار نہیں تھے اور اس لیے وہ اس کے فوائد کے حقدار نہیں تھے، کہ رہن کے تحت پیش کردہ قرض 28 جولائی 1931 کا دستاویز "قرض" نہیں تھا جیسا کہ ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے اور اس لیے یہ ایکٹ لاگو نہیں ہوا۔ واضح رہے کہ اگرچہ مدیون کے درخواست گزاروں نے خاص طور پر 1922 سے لیے گئے کھاتوں کے لیے درخواست کی تھی، جب کہا جاتا تھا کہ قرض اصل میں پیشگی تھا، لیکن ڈگری داروں نے اپنی اعتراض کی درخواست میں اس موقف کا مقابلہ نہیں کیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

ایڈیشنل سول جج کے سامنے درخواست کی سماعت میں، ڈگری داروں کے وکیل نے اعتراف کیا کہ سیتارام کو چھوڑ کر باقی مدیون ایکٹ نمبر 1 کے تحت کاشتکار تھے۔XIII، سال 1940 لیکن چونکہ سیتارام مقدمے میں رہن کا فریق تھا اس لیے وہ ایکٹ کے فائدے کے حقدار نہیں تھے۔ مدیون کے درخواست گزاروں کی جانب سے دو گواہوں سورج منی ترپاٹھی اور سیتارام سے پوچھ گچھ کی گئی۔سیتارام نے بتایا کہ 1907 سے وہ بنارس کے ہریش چندر انٹر میڈیٹ کالج میں استاد تھے، کہ 1930 میں ان کی تنخواہ 90روپے ماہانہ تھی، کہ فروری 1932 سے 1936 تک انہوں نے انکم ٹیکس ادا کیا اور اس کے بعد انہوں نے کوئی انکم ٹیکس ادا نہیں کیا۔ان کے ثبوت کی تصدیق سورج منی ترپاٹھی نے کی جو 1930 سے 1942 تک کالج کے اکاؤنٹنٹ تھے۔کالج کا قبضہ الوصول کا حوالہ دیتے ہوئے سورج منی ترپاٹھی نے بیان دیا کہ سیتارام کی تنخواہ 1930 میں 90روپے ماہانہ تھی، 1930 میں کوئی انکم ٹیکس نہیں لگایا گیا تھا، 1931 میں بھی ان کی تنخواہ 90روپے ماہانہ تھی اور 1931 میں بھی کوئی انکم ٹیکس نہیں کاٹا گیا تھا، کہ ان کی تنخواہ سے انکم ٹیکس کی پہلی کٹوتی فروری 1932 میں کی گئی تھی۔ایکٹ، سال 1940 کی دفعہ 8 کے تحت درخواست کی سماعت پر ڈگری داروں کی طرف سے کوئی تردید کرنے والا ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔رہن کے مقدمے کی سماعت کے دوران دائر کردہ اور نمائش کے طور پر نشان زد انکم ٹیکس تشخیصی فارم کی تاریخ 9فروری 1933 ہے، اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس تاریخ کو سیتارام کا تخمینہ سال 32-1931 کے لیے 180 روپے پر انکم ٹیکس کے طور پر 0-14-1 روپے لگایا گیا تھا۔

22 فروری 1943 کو دیے گئے اپنے فیصلے سے، ایڈیشنل سول جج نے پایا کہ سیتارام کا انکم ٹیکس کا تعین نہ تو دفعہ 8 کے تحت درخواست کی تاریخ پر یا رہن کی تاریخ، سال 1931 پر کیا گیا تھا اور اس لیے فیصلہ دیا کہ درخواست دہندگان کاشتکار تھے اور یہ کہ معاملہ ایکٹ XIII، سال 1940 میں بیان کردہ قرض سے متعلق تھا۔اس کے بعد انہوں نے اس سوال پر تبادلہ خیال کیا کہ آیا اکاؤنٹ 2 جون 1922 سے دوبارہ کھولا جانا چاہیے، جب پہلے رہن پر عمل درآمد کیا گیا تھا یا 28 جولائی 1931 سے، جب مقدمہ میں رہن پر عمل درآمد کیا گیا تھا۔ڈگری دار جنہوں نے درخواست کی سماعت پر کوئی ثبوت پیش نہیں کیا انہوں نے واضح طور پر مقدمہ نمبر 33، سال 1938 میں پیش کردہ شواہد پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انحصار کیا۔ اس ثبوت پر بحث کرنے کے بعد فاضل جج اس نتیجے پر پہنچے کہ جہاں تک مدیون کا تعلق ہے، دونوں رہنوں میں رہن رکھنے والے ایک ہی تھے۔ انہوں نے ڈگری داروں کی طرف سے کتبِ حسابات کو پیش نہ کرنے پر منفی تبصرہ کیا۔ 2 جون 1922 سے کھاتوں کو دوبارہ کھولتے فاضل جج نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ایکٹ کے مطابق قابل ادائیگی تمام اصل اور سود کو مکمل طور پر خارج کر دیا گیا ہے اور یہ کہ مقدمہ نمبر 33، سال 1938 کی ڈگری کے تحت مدیون کے پاس کچھ بھی واجب الادا نہیں ہے۔ اس کے مطابق انہوں نے اعلان کیا کہ ڈگری مکمل طور پر فارغ ہو چکی ہے اور اس سلسلے میں ایک نوٹ مقدموں کی رجسٹر میں درج کرنے کی ہدایت کی۔

ڈگری داروں نے عدالت عالیہ، ایک ڈویژن بنچ (بی ملک، چیف جسٹس اور بند بسنی پر ساد جے) میں 16 اپریل 1948 کو دیے گئے اپنے فیصلے میں اپیل کرتے ہوئے کہا کہ 28 جولائی 1931 کو سیتارام کاشتکار تھے یا نہیں، یہ سوال مادی نہیں تھا کیونکہ اس بات سے انکار نہیں کیا گیا تھا کہ مقدمے کی تاریخ پر تمام مدیون کاشتکار تھے۔ فاضل ججوں کی طرف سے دفعہ 21 کا حوالہ دیا گیا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ اس دفعہ کی وجہ سے رہن کی رقم صرف رہن والی جائیداد سے وصول کی جا سکتی ہے نہ کہ ذاتی طور پر راہنوں سے اور اس کے مطابق ایکٹ کی دفعہ 2(9) میں "قرضہ" کی تعریف کے التزام میں کوئی درخواست نہیں تھی اور اس لیے یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں تھا کہ قرض لینے والے پیشگی رقم کی تاریخ پر کاشتکار تھے اور چونکہ مدیون ے کی تاریخ پر تسلیم شدہ طور پر کاشتکار تھے، اس لیے یہ معاملہ مکمل طور پر مکمل بنچ کے فیصلے کے تحت آتا تھا۔ کیٹکی کنور بنام رام سروپ ([1]) میں وہ عدالت عالیہ۔ لہٰذا عدالت عالیہ نے صرف اس نکتے پر اپیل کو خارج کر دیا۔ ڈگری داروں کی طرف سے یہ سوال بالکل نہیں اٹھایا گیا کہ آیا اکاؤنٹ 1922 سے کھولا جائے یا 1931 سے کھولا جائے۔ ڈگری دار اب مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 110 کے تحت عدالت عالیہ کی طرف سے دیئے گئے سرٹیفکیٹ پر ہمارے سامنے اپیل پر آئے ہیں۔

اس اپیل کی حمایت میں پیش ہونے والے سری جی این کنزرو نے عدالت عالیہ کے ذریعے مکمل بنچ کے فیصلے اور عدالت عالیہ کی جانب سے ایکٹ کی دفعہ 21 اور دفعہ 2(9) پر کی گئی تشریح کی درستگی پر سخت سوال اٹھایا ہے۔ جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس اپیل کا فیصلہ ایک آسان بنیاد پر کیا جا سکتا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے، ہم اس موقع پر ان میں سے کسی بھی سوال پر کوئی رائے ظاہر کرنا ضروری نہیں سمجھتے جو کسی بھی طرح شک سے پاک نہیں ہے۔

موجودہ درخواست یو۔ پی۔ ڈیٹ ریڈیمپشن ایکٹ، 1940 کی دفعہ 8 کے تحت کی گئی ہے، جس کی ذیلی دفعہ (1)، شرط کو چھوڑ کر، مندرجہ ذیل ہے:-

"فی الحال نافذ کسی ڈگری یا کسی قانون کی توضیعات کے باوجود، ایک کاشتکار یا ایک مزدور جو اس ڈگری کے تحت واجب الادا رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہے جس پر یہ ایکٹ اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے لاگو ہوتا ہے، اس سول کورٹ میں درخواست دے سکتا ہے جس نے ڈگری پاس کی ہو یا جس میں ڈگری پر عمل درآمد منتقل کیا گیا ہو، اس ایکٹ کی توضیعات کے مطابق اس کے تحت واجب الادا رقم میں کمی کر کے ڈگری میں ترمیم کے لیے، اور ایسی درخواست موصول ہونے پر عدالت، مخالف فریق کو نوٹس دینے کے بعد، دفعہ 9 اور 10 کی توضیعات کے مطابق درخواست گزار سے واجب الادا رقم کا حساب لگائے گی اور اس کے مطابق ڈگری میں ترمیم کریں۔"

ذیلی دفعہ کے الفاظ سے یہ واضح ہے کہ اس کی طرف سے دیے گئے حق کے استعمال کے لیے تین شرائط ہیں، یعنی (1) درخواست کسی کاشتکار کی طرف سے ہونی چاہیے اور (2) اس کاشتکار کو اس ڈگری کے تحت واجب الادا رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہونا چاہیے جس پر یہ ایکٹ لاگو ہوتا ہے اور (3) کہ یہ ڈگری اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے منظور کی گئی تھی۔ یہ کہ مدیون کے درخواست دہندگان اس تاریخ پر کاشتکار تھے جب مقدمہ نمبر 33، سال 1938 دائر کیا گیا تھا اور 1942 میں بھی جب دفعہ 8 کے تحت درخواست دی گئی تھی، سری جی این کنزرو نے تسلیم کیا ہے۔ اس مقدمے میں ڈگری 31 مارچ 1939 کو منظور کی گئی تھی، جو ایکٹ کے آغاز سے کافی پہلے کی بات تھی۔ واحد سوال جو باقی ہے وہ یہ ہے کہ آیا رقم اس ڈگری کے تحت واجب الادا تھی جس پر ایکٹ لاگو ہوتا ہے۔ ایکٹ کے دفعہ 2(6) کے تحت "ڈگری جس پر یہ ایکٹ لاگو ہوتا ہے" کے جملے کا مطلب ہے اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا اس کے بعد کسی ایسے مقدمے میں منظور شدہ ڈگری جس پر یہ ایکٹ لاگو ہوتا ہے۔ دفعہ 2(17) اس جملے کی وضاحت کرتا ہے "مقدمہ جس پر یہ ایکٹ لاگو ہوتا ہے"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جس کا مطلب قرض سے متعلق کوئی مقدمہ یا کارروائی ہے۔ اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرض سے متعلق مقدمے میں فیصلہ کن قرض دہندگان کے درخواست دہندگان کس حد تک ذمہ دار ہیں؟ اس طرح دفعہ 2(9) میں قرض کی وضاحت کی گئی ہے:

"" قرض کا مطلب ہے جون 1940 کے پہلے دن سے پہلے کی گئی نقد یا قسم کی پیشگی رقم، جو کسی کاشتکار یا مزدور سے یا کسی ایسے شخص اور دیگر افراد سے مشترکہ طور پر یا کسی کاشتکار یا مزدور کی جائیداد سے وصول کی جا سکتی ہے اور اس میں کوئی بھی ایسا لین دین شامل ہے جو اصل میں اس طرح کی پیشگی رقم کے برابر ہے، لیکن اس میں قرض دہندہ یا اس کے وارث یا جانشین کے ساتھ معاہدے کے ذریعے یا کسی ڈگری پر عمل درآمد کے ذریعے فروخت کے ذریعے یا مرکزی یا صوبائی حکومت کی طرف سے پیشگی رقم یا کوآپریٹو سوسائٹی یا شیڈول بینک کی طرف سے پیشگی رقم کی ادائیگی کی پیشگی ذمہ داری شامل نہیں ہے:

بشرطیکہ کسی کاشتکار یا کاشتکار اور دیگر افراد سے مشترکہ طور پر وصول کی جانے والی پیشگی رقم کو اس ایکٹ کے مقاصد کے لیے قرض نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ ایسی پیشگی رقم کسی کاشتکار یا کاشتکار اور دیگر افراد کو مشترکہ طور پر نہ دی گئی ہو۔"

"قرضہ" بننے کے لیے پیشگی رقم کاشتکار سے وصول کی جانی چاہیے۔ لفظ "بازیافت"، ابتدائی طور پر، اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے لگتا ہے کہ وقت کا اہم نقطہ وہ ہوتا ہے جب پیشگی رقم وصولی کے قابل ہو جاتی ہے، یعنی جب پیشگی رقم واجب الادا ہو جاتی ہے یا گر جاتی ہے۔ 1931 کے رہن کے تحت باز خریری کی تاریخ عمل درآمد کی تاریخ سے 6 سال تھی ، یعنی ، جولائی 1937 میں۔ سری کنزرو تسلیم کرتے ہیں کہ سیتارام کا 1936 سے انکم ٹیکس نہیں لگایا گیا تھا۔ یہ فرض کرتے ہوئے، لیکن یہ فیصلہ کیے بغیر کہ دفعہ 2(9) کی شق لاگو ہوتی ہے اور یہ کہ "قرضہ" بننے کے لیے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ پیشگی رقم اس شخص کو دی گئی تھی جو پیشگی رقم کی تاریخ میں ایک کاشتکار تھا جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 2(3) میں بیان کیا گیا ہے، اس سوال کا جواب ابھی باقی ہے، یعنی کیا سیتارام نے دفعہ 2(3) کی شق (b) کی وجہ سے، یعنی 28 جولائی 1931 کو انکم ٹیکس میں ان کی تشخیص کی وجہ سے،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کاشتکار بننا چھوڑ دیا تھا۔ سورج منی ترپاٹھی اور سیتارام کے شواہد کے مطابق کالج کے حکام نے پہلی بار فروری 1932 کے مہینے میں منبع پر انکم ٹیکس کاٹا تھا۔ اور اصل تشخیص 9 فروری 1933 کو کی گئی۔ اس لیے سیتارام کو 28 جولائی 1931 کو انکم ٹیکس میں شمار نہیں کیا گیا۔ یہ متنازعہ نہیں ہے کہ 26 نومبر 1931 کو نافذ کیے گئے بھارتیہ فنانس (سپلیمنٹری اینڈ ایکسٹینڈنگ) ایکٹ، 1931 کے ذریعے قابل ٹیکس کم از کم 2,000 روپے سالانہ سے کم کر کے 1,000 روپے سالانہ کر دیا گیا تھا۔ لہذا، پیشگی رقم کی تاریخ یعنی 28 جولائی 1931 کو سیتارام جس کی تنخواہ سالانہ 2,000 روپے سے کم تھی، نہ صرف اصل میں انکم ٹیکس کا محاسبہ کیا گیا تھا بلکہ وہ اس طرح کے محاسبہ کا ذمہ دار بھی نہیں تھا۔ سورج منی ترپاٹھی کے ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ تنخواہ سے انکم ٹیکس کی پہلی کٹوتی فروری 1932 کے مہینے میں ہوئی تھی اور 1931-32 کے لیے انکم ٹیکس اسسمنٹ فارم (نمائش S) سے پتہ چلتا ہے کہ ٹیکس کا تخمینہ 180 روپے پر لگایا گیا تھا جو ظاہر ہے کہ فروری اور مارچ 1932 کی تنخواہ تھی جو تشخیص سال کے آخری دو ماہ تھے۔ اس لیے مؤقف یہ ہے کہ سیتارام کا 1931 میں پیشگی رقم کی تاریخ پر یا دستاویز کے تحت مقررہ تاریخ یعنی جولائی 1937 میں، یا 1938 میں مقدمے کی تاریخ پر یا 1942 میں دفعہ 8 کے تحت درخواست کی تاریخ پر انکم ٹیکس کا تخمینہ نہیں لگایا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں وہ ان تمام تاریخوں پر ایک کاشتکار تھا۔ دوسرے فیصلہ کن قرض دہندگان تسلیم شدہ طور پر کاشتکار تھے۔ لہذا، دفعہ 8 کے تحت درخواست ایسے افراد نے کی تھی جو تمام کاشتکار تھے اور جو اس ڈگری کے تحت ادائیگی کرنے کے ذمہ دار تھے جس پر ایکٹ لاگو ہوتا ہے، یعنی دفعہ 2(9) کے مطابق قرض سے متعلق مقدمے میں منظور شدہ ڈگری کے تحت۔ لہذا، نچلی عدالتیں اپنے اس دلیل میں درست تھیں کہ مدیون درخواست دہندگان ایکٹ کے فوائد کے حقدار تھے۔

سری جی این کنزرو نے آخر کار کہا کہ کسی بھی صورت میں 1922 سے کھاتے نہیں لیے جا سکتے، کیونکہ دونوں رہن کے تحت رہن رکھنے والے مختلف تھے۔ ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ یہ نقطہ خاص طور پر ڈگری داروں کی اعتراض کی درخواست میں نہیں لیا گیا تھا۔ ٹرائل عدالت نے ایک حقیقت کے طور پر فیصلہ دیا کہ جہاں تک مدیون کا تعلق ہے، دونوں رہنوں میں رہن دار ایک جیسے تھے۔ اگرچہ عدالت عالیہ میں اپیل کی درخواست میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ رہن دار مختلف تھے اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کھاتوں کو 1922 سے دوبارہ نہیں کھولا جا سکا، لیکن عدالت عالیہ کے سامنے اس بنیاد پر خاص طور پر زور نہیں دیا گیا۔ اس سوال کے تعین میں لازمی طور پر حقائق کی تحقیقات شامل ہونی چاہیے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ڈگری داروں کی اعتراض کی درخواست میں اس جانب سے درخواست کی عدم موجودگی میں اور ان کی ناکامی اور عدالت عالیہ کے سامنے یہ سوال اٹھانے میں غفلت کے پیش نظر، اپیل کی اس حتمی عدالت کے لیے، اس مرحلے پر اور اس معاملے کے حالات میں، اپیل گزاروں کو حقیقت کا یہ سوال اٹھانے کی اجازت دینا درست ہو گا۔

اس لیے نتیجہ یہ ہے کہ اس اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد ہونا چاہیے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

اپیل گزاروں کے لیے ایجنٹ: سی پی لال۔

جواب دہندگان کے لیے ایجنٹ: نونیت لال۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document